



السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتی محمد عبید اللہ عقیقت صاحب، وحی کی ضرورت اور اس کی اقسام کتنی ہیں اور کیا کیا ہیں؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

قرآن کریم چونکہ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ پر وحی کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے وحی کے بارے میں چند باتیں ضرور سمجھ لینی چاہیں۔

وحی کی ضرورت

ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا ہے اور اس کے ذمہ کچھ فرائض عائد کر کے پوری کائنات کو اس کی خدمت لگا دیا ہے۔ لہذا دنیا میں آنے کے بعد انسان کے لیے دو کام ناگزیر ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اس کائنات سے اور اس میں پیدا کی ہوئی اشیاء سے ٹھیک ٹھاک کام لے اور دوسرے یہ کہ اس کائنات کو استعمال کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے احکام کو مد نظر رکھے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو۔ ان دونوں کاموں کے لیے انسان کو علم کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کائنات کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی کون سی چیز کے خواص کیا ہیں، ان سے کس طرح فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے؟ اس وقت تک وہ دنیا کی کوئی بھی چیز اپنے فائدے کے لیے استعمال نہیں کر سکتا، نیز جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے؟ وہ کون سے کاموں کو پسند اور کون کونسا پسند فرماتا ہے۔ اس وقت تک اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا ممکن نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ تین چیزیں ایسی مہیا کیں ہیں، جن کے ذریعہ سے اسے مذکورہ باتوں کا علم ہوتا ہے۔ ایک انسان کے حواس، یعنی آنکھ، کان، منہ اور ہاتھ، پاؤں دوسرے عقل اور دوسرے وحی، چنانچہ انسان کو بہت سی باتیں، اپنے حواس کے ذریعہ معلوم ہوتی ہیں، بہت سی عقل کے ذریعہ اور جو باتیں اور دونوں ذرائع سے معلوم نہیں ہو سکتیں، ان کا علم وحی کے ذریعے عطا کیا جاتا ہے۔

علم کے ان تینوں ذرائع میں ترتیب کچھ ایسی ہے کہ ہر ایک کی خاص حد اور مخصوص دائرہ کار ہے، جس کے آگے وہ کام نہیں دیتا۔ چنانچہ جو چیزیں انسان کو اپنے حواس سے معلوم ہو جاتیں ہیں، ان کا علم نرمی عقل سے نہیں ہو سکتا۔ مثلاً: ایک دیوار کو آنکھ سے دیکھ کر آپ کو یہ علم ہو جاتا ہے کہ اس کا رنگ سفید ہے، لیکن اگر آپ اپنی آنکھوں کو بند کر کے صرف عقل کی مدد سے اس دیوار کا رنگ معلوم کرنا چاہیں تو یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح جن چیزوں کا علم عقل کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے وہ صرف حواس سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً: آپ صرف آنکھوں سے دیکھ کر یا ہاتھوں سے سمجھ کر یہ پتہ نہیں لگا سکتے کہ اس دیوار کو کسی انسان نے بنایا ہے، بلکہ اس قیہر تک پہنچنے کے لیے عقل کی ضرورت ہے۔ غرض جہاں تک حواس خمسہ کام دیتے ہیں وہاں تک عقل کوئی راہنمائی نہیں کرتی اور جہاں حواس خمسہ جواب دے دیتے ہیں۔ وہیں سے عقل کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس عقل کی راہنمائی بھی غیر محدود نہیں ہے۔ یہ بھی ایک حد پر جا کر رک جاتی ہے اور بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کا علم نہ حواس کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے اور نہ عقل کے ذریعہ، مثلاً: ایسی دیوار کے بارے میں معلوم کرنا کہ اس کو کس طرح استعمال کرنے سے اللہ راضی اور کس طرح استعمال کرنے سے ناراض ہوگا۔ یہ نہ حواس کے ذریعہ ممکن ہے نہ عقل کے ذریعہ۔ اس قسم کے سوالات کا جواب انسان کو دینے کے لیے جو ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے اس کا نام ہے وحی، اور اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب فرما کر اسے اپنا پیغمبر قرار دیتا ہے، اور اس پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے، اس کلام کو ”وحی الہی“ کہا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ وحی انسان کے لیے وہ اعلیٰ ترین ذریعہ علم ہے جو اسے اس کی زندگی سے متعلق ان سوالات کا جواب مہیا کرتا ہے، جو عقل اور حواس کے ذریعہ سے حل نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان کا علم حاصل کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ صرف عقل اور مشاہدہ انسان کی راہنمائی کے لیے کافی نہیں، بلکہ اس کی ہدایت کے لیے وحی الہی ایک ناگزیر ضرورت ہے اور چونکہ بنیادی طور پر وحی کی ضرورت پیش ہی اسی جگہ آتی ہے۔ جہاں عقل کام نہیں دیتی۔ اس لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وحی کی ہر بات کا ادراک عقل سے ہی ہو جائے، بلکہ جس کی طرح کسی چیز کا رنگ معلوم کرنا عقل کا کام نہیں، بلکہ حواس کا کام ہے۔ اسی طرح سے دینی عقائد کا علم حاصل کرنا بھی عقل کے بجائے وحی کا منصب ہے اور ان کے ادراک کے لیے نرمی عقل پر بھروسہ کرنا درست نہیں، جو شخص (معاذ اللہ) اللہ کے وجود ہی کا قائل نہ ہو اس سے تو وحی کے مسئلہ پر بات کرنا بالکل بے سود ہے، لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت کاملہ پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے وحی کی عقلی ضرورت اس کے امکان اور حقیقی وجود کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں، اگر آپ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ کائنات ایک قادر مطلق نے پیدا کی ہے، وہی اس کے مربوط اور مستحکم نظام کو اپنی حکمت بالغہ سے چلا رہا ہے، اور اسی نے انسان کو کسی خاص مقصد کے تحت یہاں بھیجا ہے، تو پھر یہ کیسے ممکن ہوگا کہ اس نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اسے بالکل اندھیرے میں چھوڑ دیا ہو اور اسے یہ تک نہ بتایا ہو کہ وہ کیوں اس دنیا میں آیا ہے؟ یہاں اس کے ذمہ کیا فرائض ہیں؟ اس کی منزل مقصود کیا ہے اور کسی طرح اپنے مقصد زندگی کو حاصل کر سکتا ہے؟ کیا کوئی شخص جس کے خوش و حواس سلامت ہوں ایسا کر سکتا ہے کہ اپنے کسی نوکر کو ایک خاص مقصد کے تحت کسی سفر پر بھیج دے اور اسے نہ چلنے وقت سفر کا مقصد بتائے اور نہ بعد میں کسی پیغام کے ذریعہ سے اس پر واضح کرے کہ اسے کس کام کے لیے بھیجا گیا ہے؟ اور سفر کے دوران اس کی ڈھلوانی کیا ہوگی؟ جس کی حکمت بالغہ سے کائنات کا یہ سارا نظام چل رہا ہے۔ آخر کیسے ممکن ہے کہ جس ذات نے چاند، سورج، زمین، ستاروں اور سیاروں کا ایسا محیر العقول نظام پیدا کیا ہو، وہ اپنے بندوں تک پیغام رسانی کا کوئی ایسا نظام بھی نہ کر سکے، جس کے ذریعہ انسانوں کو ان کے مقصد زندگی سے متعلق ہدایت دی جاسکے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ پر ایمان ہے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس نے اپنے بندوں کو اندھیرے میں نہیں چھوڑا، بلکہ ان کی راہنمائی کے لیے کوئی باقاعدہ نظام ضرور بنایا ہے، بس راہنمائی کے اسی باقاعدہ نظام کا نام وحی و رسالت ہے۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وحی محض ایک دینی اعتقاد ہی نہیں، بلکہ ایک عقلی ضرورت ہے جس کا انکار درحقیقت اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا انکار ہے۔

وحی رسالت کا یہ مقدس سلسلہ سرکارِ دو عالم ﷺ پر ختم ہو گیا، اب کسی انسان پر نہ وحی نازل ہوگی اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ آنحضرت ﷺ پر مختلف طریقوں سے وحی نازل ہوتی ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت

نے آنحضرت ﷺ سے بڑھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؛ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لھنی کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور وحی کہ یہ صورت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ ایک مرتبہ حضرت حارث بن ہشام میرے لیے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے، پھر جب یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے تو جو کچھ اس آواز نے کہا ہوتا ہے وہ مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے ایک مرد کی صورت میں آ جاتا ہے۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے وحی کی آواز کو گھنٹیوں کی آواز سے جو تشبیہ دی ہے شیخ محی الدین ابن عربی نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ایک وحی کی آواز گھنٹی کی طرح مسلسل ہوتی ہے اور بیچ میں ٹوٹتی نہیں، دوسرے گھنٹی جب مسلسل بجتی ہے تو عموماً سننے والے کو اس کی آواز کی سمت متغین کرنا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ اس کی آواز ہر جہت سے آتی ہوتی محسوس ہوتی ہے اور کلام الہی کی بھی یہی خصوصیت ہے کہ اس کی کوئی ایک سمت نہیں ہوتی (بلکہ ہر جہت سے آواز سنائی دیتی ہے۔ اس کیفیت کا صحیح ادراک تو بغیر مشاہدہ کے ممکن نہیں، لیکن اس بات کو عام دہنوں سے قریب کرنے کے لیے آپ ﷺ نے اسے گھنٹیوں سے تشبیہ دی ہے۔) (فیض الباری)

جب اس طریقہ سے آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر بہت زیادہ یوحہ پڑتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی حدیث کے آخر میں فرماتی ہیں کہ میں نے سخت جاڑوں کے دن میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھی ہے، ایسی سردی میں بھی جب وحی کا سلسلہ ختم ہوتا، تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینہ سے شرابور ہو چکی ہوتی تھی۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو (آپ ﷺ کا سانس مکے لگتا، چہرہ انور متغیر ہو کر کھجور کی شاخ کی طرح زرد پڑ جاتا، سامنے کے دانت سردی سے کپکپانے لگتے اور آپ ﷺ کو استنا پسینہ آتا کہ اس کے قطرے موتیوں کی طرح چمکنے لگتے تھے۔) (الافتان 1 46)

وحی کی اس کیفیت میں بعض اوقات اتنی شدت پیدا ہوتی کہ آپ ﷺ جس جا نور پر اس وقت سوار ہوتے، وہ آپ کے یوحہ سے دب کر مٹھ جاتا اور ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنا سر اقدس حضرت زید بن ثابت کی ران پر رکھا ہوا تھا (کی ران پر استنا یوحہ پڑا کہ وہ ٹھننے لگی۔) (زاد المعاد 9 8 کہ اسی حالت میں وحی نازل ہونا شروع ہو گئی، اس سے حضرت زید

بعض اوقات اس وحی کی ہلکی ہلکی آواز دوسروں کو بھی محسوس ہوتی تھی، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کے قریب شہد کی مکھڑوں کی بھینٹا ہٹ جیسی آواز سنائی دیتی تھی۔

کی صورت میں تشریف لایا مشور صحابی حضرت حمید مکی وحی کی دوسری صورت یہ تھی کہ فرشتہ کسی انسانی شکل میں آپ ﷺ کی خدمت میں آکر اللہ کا پیغام پہنچا دیتا تھا۔ ایسے مواقع پر عموماً حضرت جبرئیل کرتے تھے، البتہ بعض اوقات کسی دوسرے صورت میں بھی تشریف لائے ہیں، ہر کیفیت جب حضرت جبرئیل انسانی شکل میں وحی لے کر آتے تو نزول وحی کی یہ صورت آپ ﷺ کے لیے سب سے آسان ہوتی تھی۔ (الافتان 1 46)

وحی کی تیسری صورت یہ تھی کہ حضرت جبرئیل کسی انسان کی شکل اختیار کیے بغیر اپنی اصلی صورت میں دکھائی دیتے تھے، لیکن ایسا آپ ﷺ کی تمام عمر میں صرف تین مرتبہ ہوا ہے۔ ایک مرتبہ اس وقت جب کو ان کی اصل شکل میں دیکھنے کو خواہش ظاہر کی، دوسری مرتبہ معراج میں اور تیسری بار نبوت کے بالکل ابتدائی زمانے میں مکہ مکرمہ کے مقام اجیاد پر پہلے دو واقعات تو صحیح سند سے ثابت آپ ﷺ نے خود حضرت جبرئیل (پہن، البتہ آخری واقعہ سند اکموزور ہونے کی وجہ سے مشکوک ہے۔) (فتح الباری 1 18، 19)

چوتھی صورت براہ راست اور بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کی ہے۔ یہ شرف آنحضرت ﷺ کو بیداری کی حالت میں صرف ایک بار، یعنی معراج کے وقت حاصل ہوا ہے، البتہ ایک مرتبہ خواب میں بھی (آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔) (الافتان 1 46)

کسی بھی صورت میں سامنے آئے بغیر آپ ﷺ کے قلب مبارک میں کوئی بات القاء فرما دیتے تھے۔ اسے اصطلاح میں نفث فی الروح کہتے ہیں۔ وحی کی پانچویں صورت یہ تھی کہ حضرت جبرئیل

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج 1 ص 220

محدث فتویٰ